ازعدالت عظمیٰ

8اکتوبر1954

کنجی لال ودیگر

بنام

ریاست مدھیہ پردیش۔

ایس آر داس، غلام حسن اور بھگوتی جسٹس صاحبان

مجموع ضابطہ فوجداری (1898 کا ایکٹ V)، دفعہ 403 (1) اور (2)-اپیل گزاروں کو دفعات 392 اور IPC332 کے تحت جرائم کے لیے سزا سنائی گئی۔ممنوعہ اشیا کی برآمد کرتے ہوئے ضروری ایشیاء (عارضی اختیارات) ایکٹ 1946 کی دفعہ 7 کے تحت سابقہ بریت کے لئے عمل درآمد۔کیا دفعات 392 اور IPC332 کے تحت جرائم کے لیے بعد کے مقدمے کی سماعت پر پابندی ہے۔

اپیل گزاروں پر مقدمہ چلایا گیا اور مجموع تعزیرات بھارت کے دفعات 392 اور 332 کے تحت اس وقت سزا سنائی گئی۔جب وہ کچھ ضروری سامان برآمد کر رہے تھے جس کی برآمد ممنوع قرار دی گئی تھی اور ضروری ایشاء (عارضی اختیارات)ایکٹ 1946 کی دفعہ 7 کے تحت جرم قرار دی گئی تھی۔۔یہ دعوی کیا گیا کہ اپیل گزاروں پر پہلے ہی ضروری ایشاء (عارضی اختیارات)ایکٹ 1946 کی دفعہ 7 کے تحت ایک جرم کے لیے مقدمہ چلایا گیا تھا، اور اگرچہ مجسٹریٹ کے ذریعہ مجرم قرار دیا گیا تھا، ایڈیشنل سیشن جج، ساگر کے ذریعہ بری کر دیا گیا تھا، اور اس فیصلے کی بنیاد پر جو عدالت عالیہ کے نوٹس میں نہیں لایا گیا تھا، اپیل کنندگان جن پر ایک بار اسی جرم کے لیے مقدمہ چلایا گیا تھا اور بری کر دیا گیا تھا، ان پر مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 403 (1) کی توضیعات کے تحت اسی جرم کے لیے دوبارہ مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا تھا اور نہ ہی ان ہی حقائق پر جس کے لیے ان کے خلاف مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 236 کے تحت یا جس کے لیے ان کے خلاف مختلف الزام لگایا گیا ہو۔یا مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 237 کے تحت سزا سنائی گئی ہو۔

یہ مانا گیا کہ نہ تو دفعہ 236 اور نہ ہی دفعہ 237 لاگو ہوتی ہے اور مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 403 کی ذیلی دفعہ (2) کی دلیل کا مکمل جواب ہے کیونکہ اپیل گزاروں پر اسی جرم کے لیے مقدمہ نہیں چلایا گیا جس پر دفعہ 403 (1) کے تحت غور کیا گیا تھا بلکہ اس مخصوص جرم کے لیے جس پر ذیلی دفعہ (2) میں غور کیا گیا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.15 11:53
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فوجداری اپلیٹ دائرہ اختیار: 1953 کی فوجداری اپیل نمبر 73۔

عدالت عظمیٰ کی طرف سے 30 جنوری 1953 کے اپنے حکم نامے کے ذریعے، ناگپور میں عدالت عالیہ آف جوڈیکیچر کے 12 نومبر 1952 کے فیصلے اور حکم نامے سے مجرمانہ نظر ثانی نمبر 399 سال 1951 میں دی گئی خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل جو 1950 کے فوجداری کیس نمبر 44 میں ساگر میں مجسٹریٹ کی عدالت کے 26 مارچ 1951 کے فیصلے اور حکم نامے سے نکلتی ہے،

اپیل کنندہ کے لیے وائی کمار۔

مدعاعلیہ کے لیے بی سین اور آئی سین شراف۔

8 اکتوبر 1954۔ عدالت کا فیصلہ جسٹس غلام حسن کے ذریعے سنایا گیا تھا۔ آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت یہ اپیل جو ناگپور میں عدالت عالیہ آف جوڈیکیچر کے ایک حکم کے خلاف دائر کی گئی ہے، جسے درج ذیل حالات میں نظر ثانی کے ساتھ منظور کی گئی ہے۔

دو اپیل کنندگان، کنجی لال اور دیو پال، جو باپ اور بیٹا ہیں، مؤخر الذکر کی عمر 17 سال ہے کے خلاف پر مجسٹریٹ ساگر کی عدالت میں تعزیرات بھارت کی دفعہ 392 اور دفعہ 332 کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ ہر ایک میں انہیں سابقہ کے تحت 1 سال کی سخت قید اور مؤخر الذکر کے تحت 500 روپے جرمانے کی سزا سنائی گئی۔ اپیل پر ان کی سزاؤں کو برقرار رکھا گیا لیکن کنجی لال کی سزا کو چھ ماہ آر۔ آئی کم کردی گئی اور 350 روپے جرمانہ کر دیا گیا۔ جبکہ دیو پال کو مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 562 کے تحت پابند کیا گیا اور قید کی سزا کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ بھارتیہ پینل کوڈ کی دفعہ 332 کے تحت اس کا جرمانہ کم کر کے 250 روپے کر دیا گیا۔ انہوں نے اس معاملے کو مزید نظر ثانی کے لیے عدالت عالیہ میں پیش کیا لیکن اسے مسترد کر دیا گیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاول اور گھی جیسی کچھ ضروری اشیا کی مدھیہ پردیش سے دوسری ریاست میں برآمد پر پابندی تھی اور اس ممانعت کی خلاف ورزی کرنے والا کوئی بھی شخص ضروری اشیا (عارضی اختیارات) ایکٹ، 1946 کی دفعہ 7 کے تحت جرم کا مجرم تھا۔ اپیل گزاروں سے تعلق رکھنے والی تین بیل گاڑیاں اور چاول کے تھیلے اور گھی کے ڈبے لے کر یکم مارچ 1949 کو مدھیہ پردیش اور اتر پردیش کی سرحد پر دریائے دھاسن کو عبور کر رہی تھیں۔ اطلاع ملنے پر ہیڈ کانسٹیبل عبدالصمد موقع پر پہنچے، ممنوعہ سامان ضبط کر کے گاڑیاں واپس مدھیہ پردیش کے شاہ گڑھ لے آئے۔ جب وہ شاہ گڑھ کے قریب جنگل میں پہنچے تو دونوں اپیل گزاروں پر مبینہ کہ انہوں نے ہیڈ کانسٹیبل کو مارا پیٹا اور ضبط شدہ جائیداد کو بگروہی میں پلتو بانیا کے گھر لے گئے۔ اس کے مطابق ان پر مجموع تعزیرات بھارت کے دفعات 332 اور 392 کے تحت اس طرح

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.15 11:53
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے سرکاری ملازم کی حیثیت سے اپنی ڈیوٹی کی انجام دہی میں رضا کارانہ طور پر ایک سرکاری ملازم کو چوٹ پہنچانے اور اس کے ذریعے ضبط کردہ سامان کو لوٹنے کے الزام میں فرد جرم عائد کی گئی۔ درخواست گزاروں نے جرم کی تردید کی۔ انہوں نے استدعا کی کہ سامان اتر پردیش کو برآمد نہیں کیا جا رہا تھا بلکہ برائتھا نامی جگہ پر برآمد کیا جا رہا تھا اور انہوں نے ہیڈ کانسٹیبل کو نہیں مارا۔ اپیل گزاروں پر مقدمہ چلانے والے مجسٹریٹ نے پایا کہ اپیل گزاروں کے خلاف دونوں جرائم ثابت ہوئے۔ اس نے مار پیٹ کے ساتھ ساتھ ممنوعہ سامان برآمد کرنے کے معاملے پر استغاثہ کے شواہد کو قبول کیا۔ طبی شواہد نے استغاثہ کے مقدمے کی حمایت کی۔ اپیل گزاروں کو اسی کے مطابق مجرم قرار دیا گیا اور سزا سنائی گئی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

ایڈیشنل سیشن جج، ساگر نے مجسٹریٹ کے نتائج سے اتفاق کرتے ہوئے مزید پایا کہ یہ کہانی کہ گاڑیاں مدھیہ پردیش میں واقع برائتھا لے جایا جا رہا تھا غلط تھی کیونکہ برائتھا بذریعے راستہ دھاسن ندی سے نہیں گزرتا تھا بلکہ بالکل مختلف سمت میں پڑا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ گاڑیاں مدھیہ پردیش کی سرحد عبور کرنے کے بعد دریائے دھاسن کے دوسرے کنارے پر پکڑی گئیں لیکن اس کے باوجود یہ ضبطی قانونی تھی۔ اس نتیجے کو نظر ثانی کا دارالحکومت بنانے کی کوشش کی گئی تھی اور یہ دعوی کیا گیا تھا کہ یہ ضبطی ریاست مدھیہ پردیش کی سرحد سے باہر ہوئی تھی اور اس لیے یہ غیر قانونی تھی۔ اس سوال پر کہ کیا گاڑیاں ریاست مدھیہ پردیش کی حدود میں تھیں جب انہیں اصل میں پکڑا گیا تھا، ایسے شواہد موجود تھے جو قبول کیے گئے تھے کہ گاڑیاں اس وقت ضبط کی گئیں جب وہ ندی کے وسط میں تھیں اور ریڈی والوں نے ہیڈ کانسٹیبل سے درخواست کی کہ وہ انہیں دریا کے دوسری طرف گاڑیاں لینے دیں تاکہ وہ اپنا کھانا کھا سکیں۔ اس کی اجازت دی گئی اور کھانا ختم کرنے کے بعد گاڑیوں کو واپس لایا گیا۔ اس ثبوت پر یہ مانا گیا کہ گاڑیاں اتر پردیش کی سرحد عبور کرنے سے پہلے پکڑی گئی تھیں اور ضبطی ان حالات میں قانونی ٹھیک تھی۔ اثبات جرم کو برقرار رکھا گیا لیکن سزاؤں کو کم کر دیا گیا جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے۔

آرٹیکل 136 کے تحت اپیل کرنے کی خصوصی اجازت میں، اپیل گزاروں کے لیے یہ کھلا نہیں ہے کہ وہ حقائق کے سوالات کو دوبارہ متحرک کریں اور عدالت سے کہیں کہ وہ درج ذیل عدالتوں کے ذریعے اخذ کردہ حقائق کے نتائج میں خلل ڈالے۔ اس لیے ان نتائج کو پابند کے طور پر قبول کیا جانا چاہیے۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ مینز ریہ کی عدم موجودگی تھی جسے دفعہ 392 کے تحت قائم کرنا ضروری ہے۔ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ اپیل گزاروں کو ایمانداری سے یقین تھا کہ وہ سامان کو ریاست مدھیہ پردیش کے اندر کسی جگہ لے جا رہے تھے جب وہ وسط ندی میں پکڑے گئے۔ تاہم، اس نتیجے کو اس نتیجے سے واضح طور پر مسترد کیا گیا ہے کہ جس راستے کو اپیل گزاروں نے منتخب کیا تھا وہ راستہ نہیں تھا جو ریاست مدھیہ پردیش کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.15 11:53
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اندر بار یتا یا کسی اور جگہ کی طرف جا تا تھا بلکہ دراصل اتر پردیش کی طرف جا تا تھا۔

یہ بھی دعوی کیا گیا کہ اپیل گزاروں پر ممنوعہ سامان برآمد کرنے کے لیے ضروری اشیاء (عارضی اختیارات) ایکٹ 1946 کی دفعہ 7 کے تحت پہلے ہی مقدمہ چلایا گیا تھا اور اگرچہ انہیں مجسٹریٹ نے مجرم قرار دیا تھا لیکن انہیں ایڈیشنل سیشن جج ساگر کی اپیل پر 31 اکتوبر 1952 کو بری کر دیا گیا تھا۔اس فیصلے کی طاقت پر یہ دلیل دی جاتی ہے جسے تسلیم شدہ طور پر عدالت عالیہ کے نوٹس میں نہیں لایا گیا تھا کہ مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 403(1) کے تحت، اپیل کنندگان جن پر ایک بار جرم کے لیے مقدمہ چلایا گیا تھا اور بری کر دیا گیا تھا، ان پر اسی جرم کے لیے دوبارہ مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا تھا اور نہ ہی اسی حقائق پر کسی دوسرے جرم کے لیے جس کے لیے ان کے خلاف بنائے گئے ایک سے مختلف الزام دفعہ 236 کے تحت لگایا گیا ہو یا جس کے لیے انہیں دفعہ 237 کے تحت سزا سنائی گئی ہو۔نہ ہی دفعہ 236 جو کسی ایسے معاملے سے متعلق ہے جس میں اس بارے میں شک ہو کہ کون سا جرم کیا گیا ہے اور نہ ہی دفعہ 237 جو عدالت کو کسی شخص کو اس جرم کا مجرم قرار دینے کا حق دیتی ہے جس کا ارتکاب اس نے کیا ہے حالانکہ اس پر الزام عائد نہیں کیا گیا تھا۔ہماری رائے میں دفعہ 403 کی ذیلی دفعہ (2) اپیل گزاروں کی جانب سے اٹھائے گئے دلیل کا مکمل جواب فراہم کرتی ہے۔

اس ذیلی سیکشن میں لکھا ہے:

"403 (2)۔کسی بھی جرم سے بری یا سزا یافتہ شخص پر بعد میں کسی مخصوص جرم کے لیے مقدمہ چلایا جا سکتا ہے جس کے لیے اس کے خلاف سابقہ مقدمے کی دفعہ 235، ذیلی دفعہ (1) کے تحت علیحدہ الزام لگایا جا سکتا ہے۔

اپیل گزاروں پر دوبارہ اسی جرم کے لیے مقدمہ نہیں چلایا گیا جس پر دفعہ 403(1) کے تحت غور کیا گیا تھا بلکہ ایک الگ جرم کے لیے جس پر ذیلی دفعہ (2) میں غور کیا گیا تھا۔یہ سچ ہے کہ مجموع تعزیرات بھارت کے دفعات 332 اور 392 کے تحت الزام کو برقرار رکھنے کے لیے عدالت کو اس بات پر غور کرنا پڑا کہ آیا ضبطی قانونی تھی اور اسے کسی سرکاری ملازم نے اپنی ڈیوٹی کی انجام دہی میں کیا تھا لیکن ایک بار جب اپیل گزاروں کے خلاف یہ پایا گیا تو مزید سوال کا تعین کیا جانا تھا کہ آیا انہوں نے قانونی طور پر ضبط شدہ سامان کو ہیڈ کانسٹیبل سے لوٹنے کا جرم کیا اور کیا انہوں نے رضا کارانہ طور پر اسے چوٹ پہنچائی جب وہ سرکاری ملازم کے طور پر اپنے فرائض کی انجام دہی کر رہا تھے۔ان دونوں نکات پر درج ذیل عدالتوں کا نتیجہ ہم آہنگ ہے۔ہمارا ماننا ہے کہ اس دلیل میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔اس کے مطابق ہم اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.15 11:53
I attest to the accuracy and
integrity of this document